اور سازشی لحاظ سے اپنی غلامی میں جکڑنا اور بین الاقوامی بساطِ مفاد پر شکستوں پر شکستیں دینا تاکہ مسلمان قومیں سر نہ اُٹھا سکیں۔ اسی شعور کے ساتھ اقبال عہدِ حاضر کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اسی جنگ کے لیے ایک محاذ بنانے کا خیال تصورِ پاکستان کی صورت میں علامہ کے ذہن میں اُبھرا۔

ترکی اور مصر کے متعلق میں نے نہایت غور سے ڈاکٹر عقیل کا محاکمہ پڑھا ہے۔ انھوں نے اُصول پسندی اور اباحت پسندی، تجدید اور تجدد یا اسلام اور سیکولرازم کے دونوں پہلوؤں میں جو موجیں تاریخ میں اُٹھتی دیکھیں ان کو متقابلاً پیش کر دیا ہے۔ اس پہلو سے بھی جانب داری کا مقام تھا جو آج کل کے بہت سے دانشوروں میں رائج ہے، اگر ڈاکٹر عقیل حقیقت بیانی کے پل صراط پہ سے بخیریت گذر گئے ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ تشنگی محسوس ہوئی کہ بات جتنی کھلنی چاہیے تھی نہیں کھلی۔ راسخ العقیدہ اسلامیت (+ اجتہاد) اور تجدد و اباحیت کے دوگونہ رجحانات کے مختلف تناسب زیادہ واضح ہونے چاہییں تھے تاکہ ہم اقبال کا اس تاریخی کشمکش میں صحیح ترین مقام معین کر سکتے۔ اور اقبال کی فکر کو غلط مفہوم دینے کی کوششوں کا اس کتاب کے ذریعے زیادہ زوردار دفاع کر سکتے۔

اس مجبوری کے تحت کہ ترجمان القرآن میں تبصروں کے لیے زیادہ جگہ میرے تصرف میں نہیں ہے۔ معذرت کرتا ہوں کہ نہ تو میں نشان زدہ حصوں کو زیرِ بحث لا سکا اور نہ بعض اہم عبارات کے اقتباس درج کر سکا۔

میں اس کتاب کو اقبالیات کے دائرے میں بہت مفید، مؤثر اور دلچسپ پاتا ہوں اور بڑی خواہش ہے کہ اقبال شناسی کی راہ کے مسافر ضرور اسے شمعِ راہ بنائیں۔ خواہ وہ دانشور اور صحافی ہوں، ادیب اور شاعر ہوں، استاد اور طالب علم ہوں یا سیاسی لیڈر اور مذہبی اکابر۔

ECONOMIC CONCEPTS OF IBN TAIMIYAH

ترجمہ عنوان: امام ابن تیمیہ کے اقتصادی نظریات۔ تحقیق و ترتیب: جناب عبدالعظیم اصلاحی۔ انگریزی میں لکھی ہوئی کتاب، مغربی معیارِ طباعت و اشاعت و ڈیزائن و ٹائٹل کے ساتھ۔ ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن، ۲۲۳۔ لندن روڈ۔ لائسسٹر۔ یوکے۔ قیمت معلوم نہیں ہو سکی۔

حضرت امام ابن تیمیہ کی عظمت آب و درخشاں شخصیت کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ان تاریخی مقام کو دیکھنے سے ہوسکتا ہے جہاں کئی قسم کے چیلنج انہیں درپیش تھے۔ اسلامی نظامِ حکومت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کی تاریخ میں طرح طرح کے آفت و خیز کے جو دور آئے، ان میں سے ایک اہم دور امام ابن تیمیہ کا تھا۔ مسلمانوں کے سر سے منگولی طوفان گزر چکا تھا۔ صلیبی جنگوں کی قیامت خیزی دیکھی جا چکی تھی۔ فکری لحاظ سے ہندی، ایرانی کلچر کے ساتھ ساتھ یونانی علوم و افکار بھی پھیلے ہوئے تھے۔ اور مشرق و مغرب میں رابطہ بڑھنے کی وجہ سے زندگی کے ہر معاملہ میں نئے سوال اور نئے تصورات پیدا ہو رہے تھے۔ اس زلزلہ و سیلاب کے دور میں جس شان سے امام ابن تیمیہ نے اپنے ذہنی جہاز کے توازن کو بحال اور اپنے ایمانی پرچم کو سربلند رکھا وہ بے شمار دوسرے انسانوں کے لیے مثال بن گیا۔

بھارت کے حالات مسلمانوں کے لیے چاہے کتنے تکلیف دہ رہے ہوں مگر ان میں علمی و تحقیقی ذوق کو نشوونما پانے کا خوب موقع ملا۔ اس کا تازہ ترین ثبوت زیرِ نظر کتاب ہے۔ جس کی تیاری میں تحقیق کا حق بھی ادا کیا گیا ہے۔ اور لکھنے میں دلنشینی اور کشش کی خوبی بھی رکھی گئی ہے۔ نہایت اچھی انگریزی میں (کاغذ، ٹائپ، ٹائیٹل سب خوب!) امام ابن تیمیہ کی دوسری وسیع تر خدمات سے الگ کر کے ان کے اقتصادی نظریات و مسالک کو ابواب و فصول کی اچھی تقسیم کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ منصفانہ قیمت، مارکیٹنگ سسٹم، ملکیتِ جائیداد کے حقوق، نقدی اور سود، حصہ داری اور اقتصادی منظمات، اقتصادی زندگی میں ریاست کا حصہ، مالیاتِ عامہ، اپنے دور کے اقتصادی نظریات و تصورات کا جائزہ، جیسے موضوعات پر امام ابن تیمیہ نے بڑی بالغ نظری سے اس دور کے لوگوں کی رہنمائی بھی کی اور بعد والوں کے لیے بھی راہیں بنا دیں۔ عبدالعظیم صاحب نے زمانے سے منوا لیا کہ ہمارے اسلاف میں سے یہ ہستی ماہر اقتصادیات تھی۔

امام ابن تیمیہ صوفی نقطۂ نظر کے خلاف مفلوک الحالی پر دولت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک دولت اچھی خوش اخلاقی کی زندگی بسر کرنے کا وسیلہ ہے ــــ لیکن دولت کو ایک خادم ہونا چاہیے نہ کہ انسان کی مالکہ۔ (ص ۲۱۸!)